حافظ منظور الٰہی سیالکوٹی
ثالثہ ثانوی

تبلیغ دین اور اس کا تقاضا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَحْمَۃٍ لِّلْعَالَمِیْنَ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿ یَاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ ﴾ ...... (المائدہ)

تبلیغ: وہ عمل اور طریقہ کار تبلیغ کہلاتا ہے جس کے ذریعہ کسی معلوم شدہ بات یا حاصل شدہ تجربات کو دوسرے فرد تک پہنچایا جائے۔ دین کی اصطلاح میں علم (Knowledge) یعنی وحی کو آگے پہنچانا ہے۔ علم سے کیا مراد ہے؟ تعارف اور پہچان کرنا، یعنی کسی چیز کی جان پہچان حاصل کرنا اس کی حقیقت کو سمجھنا، اس کے مفید اور مضر پہلوؤں کو جاننا علم ہے۔ علم کی بہت سی اقسام اور اجزاء ہیں۔ سب سے مفید حتمی اور نافع "علم الوحی" ہے۔ جو صرف قرآن و حدیث سے ماخوذ ہو۔ اس کی وضاحت یوں فرمائی گئی: اَلْعِلْمُ مَا قَالَ اللّٰہُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

"علم وہ بات ہے جو اللہ نے کہہ دی اور وہ بات جو نبی ﷺ نے کہی"

پتہ یہ چلا کہ دین کا علم وحی پر موقوف ہے۔ اسی علم کو جاننے والا عالم کہلائے گا۔ اور وہ عالم دین جو اس علم کو آگے دوسروں تک پھیلائے مبلغ دین کہلائے گا۔ ہر علم کا پہلا مبلغ اس کا موجد یا پہلا عالم ہوگا اور وحی کے پہلے عالم رسول تھے۔ (آنحضرت ﷺ اسلام کے پہلے مبلغ تھے) پس ہر مبلغ کے لیے معلم انسانیت کی پاکیزہ سیرت میں تبلیغ دین حنیف کے لیے اکمل و احسن نمونہ موجود ہے۔

اب مذکورہ بالا آیت کریمہ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

"علم دین کو نازل کرنے والا خالق ارض و سماء مالک کل جہاں اپنے پہلے مخاطب دانائے سبل، ختم الرسل نبی اکرم ﷺ کو حکم فرماتے ہیں "اے رسول ﷺ اس وحی کی تبلیغ کیجئے جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔ نہ کریں گے تو پھر کون ہے جو وحی کی تبلیغ کرسکے۔"

اس سے ثابت ہوا کہ ضرور آپ ﷺ نے دین کی تبلیغ کی اور آپؐ سے احسن تبلیغ کوئی نہیں کرسکتا تھا۔ پس آپ ﷺ کا طریقہ ہی سب سے افضل طریقہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ کام ایک عظیم کام ہے۔ تبلیغ ہی ایک ایسا طریقہ ہے، جس سے کوئی آدمی اپنے نظریات و خیالات دوسروں کے سامنے پیش کرسکتا ہے۔

تبلیغ کو موثر بنانے کے لئے تین باتیں انتہائی ضروری ہیں:

(i) جس قدر اس آدمی کا علم اور نظریات ٹھوس حقائق پر مبنی ہوں گے، اسی قدر اس کو کامیابی حاصل ہوگی۔ کیونکہ جب ناقص علم اور باطل نظریات دوسروں کے سامنے پیش کئے جائیں گے تو ان کی تردید ہوگی اور وہ ناکام ہو جائے گا اور اس کی بات جاہلوں تک مقبول ہو سکے گی۔ کیونکہ جاہل اس کے رد کی طاقت نہیں رکھتے اور علم نہ رکھنے کے باعث حق و باطل کی پہچان نہیں کرسکتے اور ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ یہ کوئی مستحکم جماعت نہیں بن سکتے کیونکہ احمق دوست بھی برا ہے۔

(ii) اور جس قدر بہتر انداز ہوگا اور اور نیت میں اخلاص ہوگا، اسی قدر اسے کامیابی ہوگی۔ احسن انداز سے لوگ اس کی طرف زیادہ مائل ہوں گے اور جس قدر اخلاص ہوگا، اسی قدر اللہ برکت عطا کرے گا۔

(iii) مخاطب یعنی جس کو تبلیغ کی جائے، وہ مبلغ کا اپنا کردار اور اپنی کہی ہوئی بات پر عمل کا نکھار دیکھے گا اور یہ سب سے زیادہ متاثر کرنے والی چیز ہے۔

تبلیغ کا اسلامی طریق کار اور تقاضے

(i) پہلی بات، خود کو علم کے زیور سے آراستہ کرنا، چنانچہ آپ ﷺ کی طرف بھی پہلی وحی "پڑھنے کا حکم" ہی تھا: ﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ﴾ پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے آپ ﷺ کو پیدا کیا۔" چنانچہ علم ہونا ضروری ہے کیونکہ بے علم اللہ کو نہیں پہچان سکتا بلکہ اپنے تخلیق کے مقصد سے بھی بے خبر ہوتا ہے۔ علم اور ایمان اس لیے بھی ضروری ہے کہ بے علم اچھائی اور نیکی سے بھی خاطر خواہ فائدہ نہیں حاصل کر سکتا کیونکہ وہ اصل مقصد سے آگاہ نہیں ہوتا۔ ارشاد خداوندی ہے کہ "جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر نہیں ہوسکتے۔" ایمان کے ساتھ کی ہوئی نیکی اور ایمان کے بغیر کی ہوئی نیکی بھی برابر نہیں (القرآن)

(ii) دوسری بات، اپنے حاصل کردہ علم پر راضی اور مطمئن بھی ہو، یعنی کسی دوسری چیز کو خاطر میں نہ لائے اور اغیار سے اثر قبول نہ کرے۔ ورنہ اس کی دعوت میں بے جا لچک اور کچاپن آجائے گا۔ حضرت علیؓ کا قول "رَضِیْنَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِیْنَا ــــــ لَنَا عِلْمٌ وَلِلْجُهَّالِ مَالٌ" یعنی "ہم اللہ کی اس تقسیم پر راضی ہیں جو اس نے ہم میں کی کہ ہمیں علم عطا کر دیا اور جاہلوں کو مال و دولت۔"

(iii) اس کا عمل، علم کی تصدیق کرتا ہو۔ ورنہ لوگ اس کی بات کو سچی اور مفید نہ سمجھیں گے۔ چنانچہ سورۃ صف میں ہے۔ ﴿ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ۔ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَاللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ ﴾

"اے ایمان والو! وہ بات تم کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔ اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے کہ تم وہ بات کہو جس پر عمل نہ کرو۔"

(iv) چوتھی بات۔ تبلیغ کا آغاز اپنے قریبی لوگوں سے کرے۔ اگر ایسا نہ کرے گا تو کامیابی مشکل ہے۔ مخالف کہیں گے کہ پہلے اپنوں کی طرف نظر کر پھر ہمیں نصیحت کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ ﴾ .... (شعراء)

"اور ڈرائیں اپنے رشتہ داروں اور قریبی لوگوں کو۔"

آپؐ پر پہلے ایمان لانے والے بھی اقرباء اور رشتہ دار تھے۔ مثلاً بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ، چچازاد بھائی حضرت علیؓ۔ اقرباء سے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عثمانؓ وغیرھم۔

(v) پانچویں بات، دعوت و تبلیغ میں اچھا انداز اپنایا جائے۔ موقع اور مخاطب کی طبیعت کا خیال رکھا جائے۔ چنانچہ اللہ نے فرمایا ﴿ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ﴾ .... (النحل) آپ ﷺ کو حکم ہوا کہ اپنے رب کی راہ کی طرف دانائی اور اچھے طریقہ سے بلائیں اگر جھگڑے کی نوبت آئے تو بھی انداز احسن کو نہ چھوڑیئے .... آپ ﷺ کی زندگی اس بات کی شاہد ہے۔

(vi) چھٹی بات، دعوت میں تدریج اور تسلسل ہو تاکہ مخاطب دین، جو کہ رحمت بے پناہ سے مالا مال ہے، کو بوجھل گراں نہ سمجھیں۔ آہستہ آہستہ برائیاں ختم کریں اور اچھائیاں پھیلائیں۔ چنانچہ دین مبین تئیس برس کے عرصہ میں پورا ہوا۔

(vii) اب سوال پیدا ہوتا ہے سب سے پہلے کس بات کی تبلیغ کی جائے۔ توحید رب جلیل دعوت اول ہو کیونکہ ہر پیغمبر کا پہلا درس "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" رہا۔ جب ایک سبق پختہ ہو جائے تب دوسرا شروع کریں۔

(viii) آٹھویں بات جو اہمیت کے اعتبار سے سب سے زیادہ مقام رکھتی ہے وہ یہ کہ مبلغ خود کو مخاطبین کا خیرخواہ اور صاف گو ثابت کرے۔ پیغمبر آخر الزماں سید رسولاں ﷺ نے اپنے پہلے وعظ میں فرمایا۔ ((ھَلْ وَجَدْتُمُوْنِیْ صَادِقًا اَوْ کَاذِبًا)) کیا تم نے مجھے سچا پایا ہے یا کہ جھوٹا؟ تو سب نے تصدیق کی کہ تو ہمیشہ سچ کہنے والا ہے۔ ثابت ہوا کہ اپنا اچھا کردار پیش کرو اور اس کی تصدیق کرواؤ اور خیرخواہانہ انداز اپناؤ۔

(ix) مخالفت پر سراپائے صبر بن جاؤ، جس قدر مشن عظیم ہو گا، اسی قدر مخالفت بھی زیادہ ہو گی مگر اس رد عمل پر دل نہ چھوڑیں۔ خود صبر کریں اور اپنے ساتھیوں کو اس کی تلقین کریں۔ سورۃ عصر میں اللہ تعالیٰ نے اس کو کامیابی کی علامت قرار دیا ہے اور فرمایا ہے۔

﴿ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴾

(x) استقلال: دعوت کے کام میں یہ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ مستقبل مزاجی کا ہونا بہت ضروری ہے۔ یہ اچھائی استقلال کے ذریعے سے چڑھ کر کمال کے درجہ کو پہنچتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس بات کو پسند فرمایا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے۔ ان کے لئے بشارتیں سنائیں۔ جنت کے انعامات اپنی میزبانی اور رحمت کے فرشتوں کا نزول اور دیگر مراتب کا وعدہ دیا۔ (القرآن)

تبلیغ کے لئے ہر وہ طریقہ اپنایا جا سکتا ہے جس کے ذریعے آدمی اپنے ضمیر کی آواز دوسرے کو سنا اور سمجھا سکتا ہو، ان میں سے دو بڑے طریقے تقریری اور تحریری ہیں۔ اس وقت تحریری طریقہ تبلیغ پر اختصار سے بات ہوگی۔ یہ طریقہ تبلیغ بھی بہت پرانا ہے گو اس میں کافی تبدیلیاں آ چکی ہیں۔ اور بہت سے لوازمات میسر ہیں۔ اس طریقہ سے آدمی اپنے وقت میں اور موت کے بعد بھی لوگوں کو رہنمائی دے سکتا ہے۔ اس طریقہ تبلیغ میں بھی کئی خامیاں ہیں، مثلاً اس سے وہی آدمی مستفید ہو گا جو پڑھنا جانتا ہو۔ دوسری طرف ایک مبلغ کی تصنیف کردہ کتاب مزید مبلغ پیدا کرتی ہے اور اس کے لئے ایک کارآمد ہتھیار کی حیثیت رکھتی ہے۔

وقت بدلنے کے ساتھ ساتھ زبان مین تبدیلیاں بھی آتی رہتی ہیں اور بسااوقات پرانی تحریر کو سمجھنے میں دقت بھی پیش آتی ہے۔ تاہم ایک مبلغ کے لیے تحریر کرتے وقت بہت سی باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۱) انداز عام فہم ہونا چاہئے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ فائدہ اٹھا سکیں۔

(۲) الفاظ اس طرح کے ہوں کہ تحریر میں حسن پیدا کریں۔

(۳) ہر بات کو ترتیب سے کھول کر بیان کرے تاکہ قاری کو کوئی الجھن پیش نہ آئے۔

(۴) ہر بات کا بحکم بحوالہ درج کرے تاکہ بعد میں کوئی مخالف اعتراض نہ کر سکے۔

(۵) مصنف کو چاہئے کہ غلو اور تنقیص سے اجتناب کرے تاکہ بات میں صداقت اور توازن برقرار رہے۔

(۶) حقائق کو مد نظر رکھے تاکہ کوئی قاری تنگ نظر جان کر مطالعہ ترک نہ کر دے۔

(۷) بات کو واضح کرے بات کو گول کرنے اور یکدم موڑنے سے پرہیز کرے اور ذہن کھول کر اپنا موقف بیان کرے۔ بوقت تحریر تمام طبقات کو سامنے رکھے تاکہ تحریر سے مقصد تبلیغ پورا ہو۔

(۸) پہلے وضاحت کرے کہ اس کا سبب تحریر کیا ہے اور میرا فشاء کیا ہے۔

اہل قلم حضرات سے ضروری گذارشات

۱۔ تحریر صاف اور خوشخط کاغذ کے ایک طرف لکھی ہونی چاہئے۔

۲۔ آیت حدیث یا کسی بھی ضروری بات کا تذکرہ کرتے وقت حوالہ دینا نہ بھولئے۔

۳۔ موضوع کی مناسبت سے ہی (Subjectmetter) مواد ہونا چاہئے۔

۴۔ کسی کتاب، رسالہ یا مضمون سے بات بطور استشہاد لینی چاہئے پورا مضمون نہیں کیونکہ اس طرح آدمی کی اپنی خوابیدہ صلاحیتیں اجاگر نہیں ہوتیں۔

۵۔ آسان سے آسان جملے لکھنے کی کوشش کرنی چاہیے اس کے لئے اردو ادب کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہئے ابتدا مشکل کتابوں کا مطالعہ کرنے سے تحریر میں جدت کا رنگ پیدا نہیں ہوتا۔

۶۔ بات مختصر مگر جامع ہونی چاہیے۔ (خَیْرُ الْکَلَامِ قَلَّ وَمَا دَلَّ)

۷۔ اردو زبان کے قواعد و ضوابط (صرفی و نحوی نکات فصاحت و بلاغت استعارات وکنایہ، تشبیہات و تمثیلات، مجاز اور ضرب الامثال اور روزمرہ کے محاورات سے واقفت لازمی حاصل کرنی چاہیے۔

۸۔ تحریریں مقرر تاریخ تک مقرر افراد کو پہنچا دیں اس کے متعلق مزید ہدایات کے لئے رابطہ فرمائیں۔

محمد نواز ایم اے۔